از مسعود الرحمن بن عبدالواحد نقیب

فیصل آباد

جمہوریت
علامہ احسان الٰہی ظہیر
کی نظر میں

علامہ صاحب جمہوریت کی خامیوں کے پیش نظر پھر بھی اس کی حمایت کرتے تھے ۔ اس کا جواز یہ ہے کہ علامہ کا "نظریہ جمہوریت" ان مغربی مفکروں کے خیالات سے متاثر نہیں تھا ۔ انہیں اسلام کا گہرا علم تھا لہٰذا انہوں نے جمہوریت کا وہ نظریہ دیا کہ جو ان لوگوں کو اس بات کا بھی جواب دیتا تھا کہ جو یہ اعتراض کرتے تھے کہ دیکھو جی ! اسلام مکمل ضابطہ حیات بھی ہے اور اس کا کوئی "نظریہ سیاست" بھی نہیں ہے اور اس کے ساتھ ساتھ یہ نظریہ ایسی بنیادوں پر قائم تھا کہ جو اسلام کے خلاف قطعاً نہیں تھا ۔ بلکہ اسلامی روح کے عین مطابق تھا ۔ آیئے علامہ کے ان خیالات کو دیکھتے ہیں کہ جو جمہوریت کے لئے ان سے عیاں ہوتے ہیں اور جن کی مدد سے ہمیں "اسلامی جمہوریت" کا تصور مل سکتا ہے ۔

اپنی بات کو ہم یہاں سے شروع کر سکتے ہیں کہ علامہ جمہوریت کے حق میں کیوں تھے ؟ ------ اس کے لئے علامہ صاحب کا فرمان ہے کہ

" اگر ہم نے پاکستان حاصل کیا ہے تو جمہوریت کے ذریعے کیا ہے لیکن پاکستان کا حصول اس لئے نہیں کیا تھا کہ یہاں کیمونزم یا سوشلزم یا کسی اور "مغربی نظام" کو جگہ دی جا سکے بلکہ اس کے حصول کا مقصد صرف اور صرف یہ تھا کہ یہاں اسلامی نظام قائم ہو سکے لہٰذا ہم کہہ سکتے ہیں کہ پاکستان اسلام کے لئے ' جمہوری طریقے سے حاصل کیا گیا تھا ۔ اس مقصد کے لئے برصغیر کی قوم نے اس بنیاد پر ووٹنگ میں حصہ لیا کہ "ہم اپنا ایک علیحدہ ملک چاہتے ہیں جہاں ہمیں مکمل مذہبی آزادی ہو اور ہم اسلامی نظام کے

تحت زندگی گزار سکیں "۔

علامہ صاحب کے اس استدلال کو مزید تقویت قائد اعظم کے اس فرمان سے بھی ملتی ہے کہ۔

" ہم پاکستان کی صورت میں ایک ایسی تجربہ گاہ چاہتے ہیں جہاں ہم اسلام کے اصولوں کو پرکھ سکیں "۔

سو اسی سلسلے میں برصغیر پاک و ہند کے مختلف علاقوں میں حق رائے وہی استعمال کیا گیا جس کے نتیجہ میں پنجاب ' سندھ ' بلوچستان ' اور سرحد کے علاقے ' مسلم علاقے کہلائے اور انہیں یکجا کر کے "پاکستان" کا نام دے دیا گیا ---------- اس سے معلوم ہوا کہ علامہ صاحب کے دل میں جمہوریت کی قدر اس لئے بھی تھی کہ اس کے ذریعے پاکستان اسلامی نظام کے لئے حاصل ہوا ۔ ان کا موقف تھا کہ

" جو شخص جمہوریت کی مخالفت کرتا ہے تو گویا وہ پاکستان کے وجود کا انکار کرتا ہے کیونکہ پاکستان بنا ہی جمہوریت کے ذریعے ہے "۔

جمہوریت کے اس انداز کو دیکھ کر علامہ مرحوم کے متعلق یہ رائے قائم کرنے میں کوئی عار نہیں کہ وہ "مغربی جمہوریت" کے ہرگز دلداہ نہیں تھے ویسے بھی جو شخص انگریزوں کی "رسم آٹو گراف" تک سے سخت نفرت کرتا ہو تو کیسے ممکن ہے کہ وہ ان کے خیالات کو اپنے دل و دماغ میں جگہ دے دے ۔

اب سوال یہ ہے کہ علامہ مرحوم اگر جمہوریت سے مراد "مغربی جمہوریت" نہیں لیتے تھے تو پھر لفظ جمہوریت استعمال کرنے سے ان کا مطلب و مقصد کیا تھا ؟ ---- اس کے لئے وہ خود فرماتے ہیں کہ " سنو ! جمہوریت کا مطلب کیا ہے ؟ ---- جمہوریت کا مطلب آزادی اظہار ہے کہ ہر شخص کو ہر بات کہنے کی مکمل آزادی ہو "۔

ایک اور جگہ فرماتے ہیں :

"اسلام دراصل جمہوری دین ہے سب سے زیادہ جمہوریت والا دین صرف اسلام

ہی ہے کہ جمہوریت آزادی رائے ' حکمرانوں کو ٹوکنے ' برائیوں کو روکنے اور حق کو سرعام کہنے کا نام ہے ۔ اگر جمہوریت نہ ہو. آمریت ہو تو کوئی حق کی آواز بلند نہیں کر سکتا ۔ ہم کہتے ہیں ہم سچے نہیں ' ہم سچے نظریے کے حامل ہیں ۔ ہمیں چاہئے کہ ہم موقع سے فائدہ اٹھائیں ۔ اور اپنی دعوت کو پھیلائیں پھر دیکھنا ہماری ملت کس تیزی سے کثرت میں بدلے گی اور یہ تمام تر نشرو اشاعت صرف جمہوریت کی مرہون منت ہو گی کہ جمہوریت میں بات کھل کر کہی جا سکتی ہے ۔ جمہوریت جبر و اکراہ کے خاتمے کے نام ہے اور یہی دراصل اسلام ہے ہم حقیقت کی زندگی گزارتے ہیں خوابوں کی دنیا میں نہیں رہتے یہ ملک پاکستان جس کے ہم باسی ہیں جمہوریت کی طرح ووٹنگ کے ذریعے حاصل ہوا تھا ۔ آج اگر جمہوریت کا انکار کیا جائے تو دراصل اسلام اور پاکستان کا انکار ہو گا ۔ جو ملک بنا ہی جمہوریت کی وجہ سے ہو وہاں جمہوریت نہ چلے اس سے بڑھ کر بے عقلی کیا ہو گی ہم تھوڑے ہیں اور چھوٹے گروہ پہنچتے ہی جمہوریت کی وجہ سے ہیں جہاں جمہوریت ہو گی حق بات کہنے کی اجازت ہو گی اور جہاں حق بات کہی جائے گی وہاں صرف مسلک اہلحدیث پھیلے گا ۔ (اقتباس تقریر علامہ احسان الٰہی ظہیر)

علامہ صاحب ایک اور جگہ فرماتے ہیں :

پاکستان ایک ایسا ملک ہے جو اسلام کے لئے اور جمہوریت کے ذریعے وجود میں آیا ۔ چنانچہ اسلام ۔ جمہوریت اور پاکستان لازم و ملزوم ہیں اور کسی ایک کی نفی پاکستان سے انکار کے مترادف ہے ۔ جو شخص یہ کہتا ہے کہ میں بادل نخواستہ جمہوریت بحال کرتا ہوں وہ درحقیقت اپنی خواہشات کی عکاسی کرتا ہے اور اصل بات یہ ہے کہ اسے حسرت یہ ہے کہ اسے بادشاہ کیوں تسلیم نہیں کر لیا جاتا ۔ حالانکہ مارشل لاء میں ہی تمام برائیاں اور بدعنوانیاں سامنے آئی ہیں ۔ ان کی مثال بری سے بری جمہوری حکومت میں بھی نہیں ملتی دکھ کی بات یہ ہے کہ پاکستان مارشل لاء کی حکومت میں دولخت ہوا ۔ بھارت کی طرف سے جارحیت کا ارتکاب ہمیشہ مارشل لاء کی حکومتوں کے دوران ہوا ۔ اقتصادی بد حالی اور اخلاقی بے راہروی کی نوبت بھی انہی حکومتوں کا تحفہ ہے اس لئے

مارشل لاء حکومت کو جمہوریت کے مقابلے میں اچھی حکومت قرار دینے کی منطق نا قابل قبول ہے ۔ پاکستان اسلام اور جمہوریت کے لئے قائم ہوا تھا اور اس راستے پر کار بند رہنے سے ہم ان مقاصد کو حاصل کر سکیں گے جن کے لئے ہمارے اسلاف نے قربانیاں دی تھیں ۔ (اقتباس تقریر علامہ احسان الٰہی ظہیر)

علامہ صاحب کے اس نظریے کو سمجھنے کے بعد یہ بات خود بخود ذہن میں سما جاتی ہے کہ واقعی اگر ہندوپاک کے عوام کو ووٹ کے ذریعے "آزادی اظہار" نہ ملتی تو شاید ہم آج بھی انگریزوں کے شکنجے میں پھنسے ہوتے اور یونہی ساری زندگی گزار رہے ہوتے ۔ اور یہ کہ مسلک اہل حدیث کی نشر و اشاعت جمہوری ماحول میں ہو سکتی ہے ۔

بعض لوگ یہ سوچ سکتے ہیں کہ اس طرح اگر ہر شخص کو اظہار کی آزادی مل گئی تو وہ شخص غلط بات کی تشہیر کر کے فتنے کا باعث بن سکتا ہے تو اس کے لئے عرض ہے جمہوریت کے اس نظریے کے تحت ' آزادی اظہار فقط اسی شخص کا حق نہ ہو گی بلکہ ایسے شخص کو غلط بات سے روکنے اور ٹوکنے والے بھی معاشرے میں موجود ہوں گے کہ جو اسے راہ راست پر لانے کے لئے ہر ممکن کوشش کریں گے ۔ سو یہ بات عیاں ہوتی ہے کہ اگر جمہوریت آج بھی اپنے ان معنوں کے ساتھ ملک میں رائج ہو جائے تو یقین کامل ہے کہ اس کے بہتر پہلو ہی نظر آئیں گے اور یہ کوئی انہونی بات نہیں ہو گی آنحضرت کا اپنا دور اور پھر خلافت راشدہ سے لے کر تاریخ کے مختلف گوشوں سے یہ بات عیاں ہوتی ہے کہ اس وقت لوگوں کو بھرپور حق حاصل تھا کہ وہ جب چاہیں حاکم وقت سے کسی بھی نوعیت کے معاملے میں پوچھ گچھ کر سکتے تھے دلیل کے طور پر آنحضرت کا آخری وقت خود کو لوگوں کی عدالت میں پیش کرنا کہ میری ذات کے متعلق جو چاہو فیصلہ کر سکتے ہو اسی طرح ایک شخص کا حضرت عمر کی زائد چادر کے متعلق استفسار ۔ علامہ مرحوم کے "نظریہ جمہوریت" کو مستحکم کرنے کے لئے زبردست اہمیت رکھتا ہے ۔ سو معلوم ہوا کہ علامہ مرحوم مغربی جمہوریت کے دلدادہ نہ تھے ۔

بہر حال اس پوری بحث سے یہ بات آشکار ہوتی ہے کہ علامہ مرحوم جس بات کو

بھی دیکھتے تھے اسے اسلام کے اصولوں کے مطابق دیکھتے تھے ۔ ان کے اسی نظریہ جمہوریت سے یہ بات بھی آشکار ہوتی ہے کہ وہ زمانے کے جدید تقاضوں کو اسلام سے ہم آہنگ کر دینے کی زبردست صلاحیت رکھتے تھے اور اس جدت کی سب سے بڑی خوبی یہ ہوتی تھی کہ اس میں اسلامی رنگ غالب رہتا تھا اور یہ بات ظاہر ہے کہ جہاں اسلام ہو وہاں نہ کوئی برائی رہتی ہے نہ خامی ۔ علامہ کے پیش کردہ اسی نظریے سے ان کی دور اندیشی اور بالغ نظری نصف النہار کے سورج کی طرح واضح نظر آتی ہے اور اس کے ساتھ ساتھ اسلام کے ساتھ تعاون ان کی محبت اور خلوص بھی واضح ہوتا ہے ' یہی وجہ ہے کہ انہوں نے سیاست بھی کی تو اسلام کے لئے اور اگر جمہوریت کے اس نظریے کو اجاگر بھی کیا تو فقط اسلام کی سربلندی اور عظمت کے لئے ۔

واقعی علامہ مرحوم کا ' جمہوریت کے ذریعے ' اسلام کی سربلندی کے لئے ' سیاست کا طرز عمل علامہ اقبال کے اس خیال کے بالکل عین مطابق تھا کہ ۔

جدا ہو دیں سیاست سے تو رہ جاتی ہے چنگیزی

ابراہیم

کشمینا

انٹرنیشنل

کشمینا اُون جیسی کوئی اُون نہیں

ابراہیم سپنرز

۶۲۔ شاہ عالم مارکیٹ لاہور

فون :- ۶۶۱۳۵ ۔ ۳۲۲۶۸۲ ۔ ۲۲۴۱۹۰